© rasailojaraid.com

جموں و کشمیر: مسلم آبادی اور ڈوگرہ شاہی

افتخار گیلانی°

حال ہی میں ایک مقتدر انگریزی روزنامے میں حکومتِ پاکستان کے سابق سیکرٹری خارجہ جناب ریاض محمد خان نے اپنے ایک مضمون میں یہ دلیل دینے کی کوشش کی ہے کہ ''تنازعہ جموں و کشمیر دراصل مسلم اکثریتی وادیِ کشمیر کا مسئلہ ہے'' اور ان کے بقول: ''دیگر دو خطے جموں و لداخ غیر مسلم اکثریتی علاقے ہیں، اس لیے لاتعلق ہیں''۔ تنازعۂ کشمیر کو جغرافیائی و سیاسی تناظر میں دیکھنے کے بجاے انسانی زاویے سے دیکھنے کے لیے ان کا موقف یقیناً ستایش کے قابل ہے، مگر متنازعہ ریاست کی آبادیاتی ساخت اور اس کے مختلف خطوں کی مذہبی شناخت پر ان کی کم علمی اور ناقص معلومات پر افسوس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

جموں و کشمیر کی آبادیاتی (Demographic) ساخت کے بارے میں عموماً یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اس کے تین خطوں: ''کشمیر وادی، لداخ اور جموں میں سے صرف ایک خطے میں مسلمانوں کی اکثریت ہے''۔ تاہم، بھارتی وزارتِ داخلہ کے رجسٹرار آف سنسس کی طرف سے ۲۰۱۱ء میں کرائی گئی مردم شماری کے اعداد و شمار اس غلط فہمی کو دُور کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ریاست کے تمام خطے لسانی اور ثقافتی اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، مگر جموں کا خطہ جو انتظامی لحاظ سے ایک ڈویژن ہے، دراصل تین خطوں، یعنی جموں (توی ریجن)، پیر پنچال اور وادیِ چناب میں منقسم ہے۔

اوّل الذکر خطّہ، یعنی جموں توی ریجن میں مختلف ہندو ذاتوں کی اکثریت ہے، جب کہ دیگر دونوں خطّوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔

° ایڈیٹر، اسٹرے ٹیجک افیرز، ڈی این اے، نئی دہلی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جموں توی کے پانچ اضلاع ادھم پور، سانبھا، ریاسی، جموں اور کٹھوعہ کی آبادی ۳۳ لاکھ سے زیادہ ہے۔ اس خطّے کے بھی ریاسی ضلع میں ہندو اور مسلمانوں کا تناسب تقریباً برابر ہے:

جموں اور کشمیر کی مردم شماری 2011ء

کُل آبادی: ایک کروڑ 25 لاکھ 41 ہزار 302

مسلمان	85,67,485	68.31
ہندو	35,66,674	28.43
سکھ	2,34,848	1.87
بودھ	1,12,584	0.89

وادی کشمیر (اضلاع)

اضلاع	کُل آبادی	ہندو	فی صد	مسلمان	فی صد
کپواڑہ	8,70354	37218	4.26	8,23286	94.59
بڈگام	7,53745	10110	1.34	7,36054	97.65
بارہ مولا	10,08039	30621	3.03	9,59185	95.15
بانڈی پورہ	3,92232	8439	2.15	3,82006	97.39
سری نگر	12,36829	42540	3.43	11,77342	95.19
گاندربل	2,97446	5592	1.88	2,90581	97.69
پلواما	5,60440	13840	2.46	5,35159	95.48
شوپیاں	2,66215	3116	1.17	2,62263	98.51
اننت ناگ	1,07369	1318	1.2	10,57005	97.98
کلگام	4,24483	4247	1.05	4,18076	98.49
میزان	68,88475	1,68813	2.45	66,40957	96.40

جموں (اضلاع)

اضلاع	کُل آبادی	ہندو	فی صد	مسلمان	فی صد
کٹھوعہ	6,16435	5,40063	87.61	64234	10.42
اودھم پور	5,54985	4,89044	88.11	59771	10.76

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ریاسی	3,14667	1,53896	48.90	1,56275	49.66
جموں	15,29958	12,89240	84.26	1,07489	7.02
سامبا	3,18898	275311	86.33	22950	7.19
میزان	33,34943	27,47554	82.38	4,10719	12.31

پیرپنجال (اضلاع)

اضلاع	کل آبادی	ہندو	فی صد	مسلمان	فی صد
پونچھ	4,76836	32604	6.83	4,31279	90.44
راجوری	6,42415	2,21880	34.53	4,02879	62.71
میزان	11,19251	2,54484	22.73	8,34158	74.52

وادی چناب (اضلاع)

اضلاع	کل آبادی	ہندو	فی صد	مسلمان	فی صد
ڈوڈا	4,09936	1,87621	45.76	2,20614	53.81
رمبن	2,83713	81026	28.55	2,00516	70.67
کشتواڑ	2,30696	93931	40.71	1,33225	57.74
میزان	9,24345	3,62578	39.22	5,54355	59.97

لداخ (لیہہ اور کرگل اضلاع)

اضلاع	کل آبادی	ہندو	فی صد	مسلمان	فی صد	بودھ مت	فی صد
لیہہ	1,33487	22882	17.14	19057	14.27	88635	66.39
کرگل	1,40802	10341	7.34	1,08239	76.87	20126	14.29
میزان	2,74289	33223	12.11	1,27296	46.40	1,08761	39.65

(*Census of India 2011*, Registerar of Census, Govt of India, Ministry of Home Affairs, New Delhi, 2015)

پیرپنچال اور وادیِ چناب کے خطے اپنی علیحدہ شناخت رکھتے ہیں۔ پیرپنچال کا خطہ، راجوری اور پونچھ کے دو اضلاع پر مشتمل ہے۔ یہاں مسلمانوں کا تناسب ۷۵ فی صد ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

	اضلاع	مربع کلومیٹر
1	کٹھوعہ	2,651
2	جموں	3,097
3	سامبا	904
4	ادھم پور	4,550
5	ریاسی	1,719
6	راجوری	2,630
7	پونچھ	1,674
8	ڈوڈا	2,306
9	رمبن	1,329
10	کشتواڑ	7,737
11	اننت ناگ	3,984
12	کلگام	1,067
13	پلواما	1,398
14	شوپیاں	612
15	بڈگام	1,371
16	سری نگر	2,228
17	گاندربل	259
18	بانڈی پورہ	398
19	بارہ مولا	4,588
20	کپواڑہ	2,379
21	کرگل	14,036
22	لیہہ	45,110
	میزان	1,01,387

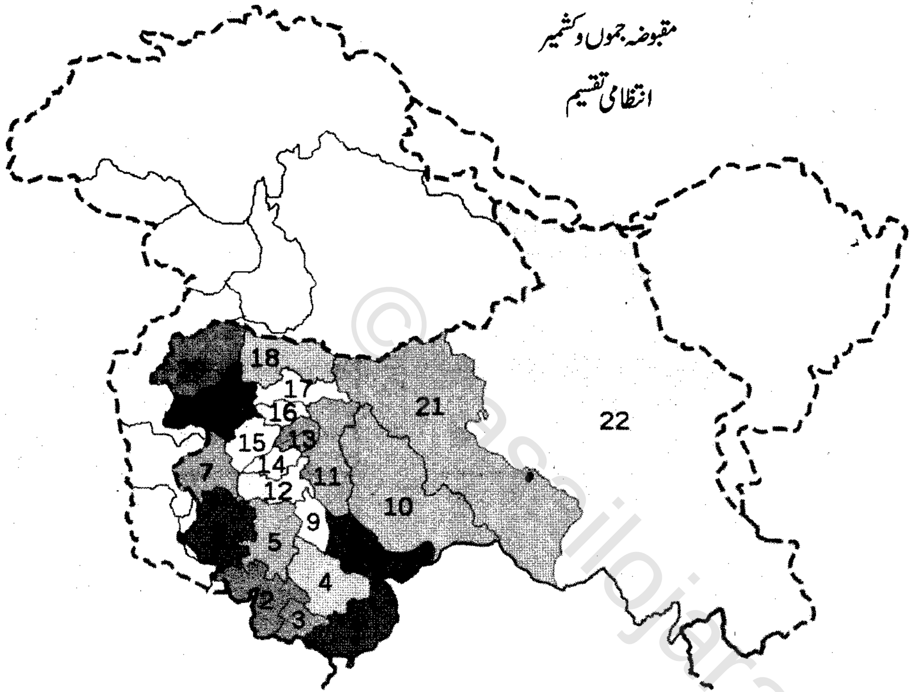

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی طرح ایک اور خطّہ ہے وادیِ چناب، جو دریاے چناب کے دامن میں بسا ہوا ہے۔ اس خطّے کو بھی انتظامی اعتبار سے جموں ڈویژن کا حصّہ بنایا گیا ہے۔ اس کے تین اضلاع ہیں: کشتواڑ، رام بن اور ڈوڈہ۔ تینوں اضلاع مسلم اکثریتی ہیں۔ اس خطے میں مسلم آبادی کا تناسب ۶۰ فی صد ہے۔

لداخ خطّے کے بارے میں سب سے زیادہ غلط فہمی پھیلائی گئی ہے کہ یہ بودھ اکثریتی علاقہ ہے، جو حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ اس خطے میں دو اضلاع لیہ اور کرگل ہیں۔ تناسب کے اعتبار سے بودھ ۳۹ء۶۵ فی صد اور مسلمان ۴۶ فی صد ہیں۔ اس طرح مردم شماری کے یہ اعداد وشمار لداخ کے بودھ اکثریتی علاقہ ہونے کی تردید کرتے ہیں۔

لداخ کے صرف ضلع لیہہ میں بودھ آبادی کا تناسب ۶۶ فی صد ہے، جب کہ مسلمان ۱۴ فی صد ہیں۔ اس ضلع کی آبادی لیہ کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ یعنی خطے کی مجموعی آبادی میں ۲ لاکھ ۴۷ ہزار ۲ سو ۸۹ میں سے مسلمانوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ ۲۸ ہزار ہے، جب کہ بودھوں کی ایک لاکھ ۸ ہزار ہے۔

وادیِ کشمیر کے بارے میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ یہاں مسلم آبادی کا تناسب ۹۶ فی صد ہے۔ ریاست کی جملہ آبادی ایک کروڑ ۲۵ لاکھ ۴۱ ہزار سے کچھ زیادہ ہے، جس میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۸۶ لاکھ ہے، جب کہ ہندوؤں کی ۳۵ لاکھ سے زیادہ اور سکھوں کی تقریباً ڈھائی لاکھ اور بودھ مت کے پیروکاروں کی تعداد ایک لاکھ سے کچھ زیادہ۔

ہندستان ٹائمز کی لیڈرشپ سمٹ میں شرکت کرنے کے لیے جب پاکستان کی سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو صاحبہ [م: ۲۰۰۷ء] نئی دہلی آئی تھیں اور موریہ شیریٹن ہوٹل میں مَیں ان کا انٹرویو لے رہا تھا تو انھوں نے [آسٹریلیا کے سابق چیف جسٹس اور اقوام متحدہ کے نمایندے] سراون ڈکسن [م: ۷ جولائی ۱۹۷۲ء] کے 'کشمیر پلان' کے حوالے سے تفصیلات پر مجھ سے تبادلۂ خیال کیا۔ میں نے کہا: ''اگر پورے جموں وکشمیر میں کسی ایک ایشو پر اتفاق راے ہے تو یہی ہے کہ ریاست کی وحدت برقرار رہنی چاہیے۔ تقسیم کی صورت میں جموں اور کرگل کی ایک بہت بڑی مسلم آبادی کو نقل مکانی کرنی پڑے گی''۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بے نظیر صاحبہ کا کہنا تھا: ''مجھے تو بریفنگ کچھ اور ہی دی گئی ہے''۔ یہ کہہ کر انھوں نے اگلا سوال یہ کیا کہ: ''پھر ان علاقوں میں کبھی کوئی تحریک برپا کیوں نہیں ہوتی؟''

میں نے جواب دیا کہ ''ایک تو یہ بہت ہی دُور دراز علاقے ہیں اور وادیِ چناب کے علاوہ دیگر علاقے لائن آف کنٹرول سے قریب ہونے کی بنا پر ہمہ پہلو فوجی حصار بھی ان علاقوں میں سب سے زیادہ ہے''۔

سابق خارجہ سیکرٹری محترم ریاض محمد خان صاحب کا ایک اور استدلال یہ بھی ہے کہ: ''پاکستان کے آبی وسائل، یعنی دریاے چناب اور دریاے سندھ ریاست کے غیرمسلم اکثریتی علاقوں سے ہوکر گزرتے ہیں''۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں دریا اپنا بیش تر سفر بالترتیب وادیِ چناب اور ضلع کرگل میں طے کرتے ہیں اور یہ دونوں مسلم اکثریتی علاقے ہیں۔

افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اس طرح کا استدلال ان چند ہندو جماعتوں کو تقویت فراہم کرتا ہے، جو جموں کو الگ ریاست اور لداخ کو براہِ راست دہلی کے تحت انتظامی علاقہ بنانے کا مطالبہ کرتی ہیں۔ دراصل یہ مطالبہ سیاسی مایوسی کی پیداوار ہے۔ اگر جموں کو مذہبی اعتبار سے الگ کیا جاتا ہے، تو اس کے تینوں خطوں کو بھی الگ الگ کرنا پڑے گا، کیوں کہ مذہبی پیمانے پر خطے کی تقسیم کے معنی پیرپنچال اور وادیِ چناب کو مسلم اکثریت ہونے کی بنا پر الگ کرنا پڑے گا۔ اس صورت میں جموں توی ایک چھوٹے سے علاقے میں سمٹ جائے گا۔

ایک منصوبے کے تحت ان علاقوں کو جان بوجھ کر وادیِ کشمیر سے الگ تھلگ رکھا گیا تھا، تاکہ مسلم اکثریتی آبادی کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر کے مسلمانوں کو اس خطے سے بے دخل ہونے پر مجبور کیا جائے۔ وادیِ چناب اور پیرپنچال میں ایک عشرے سے زائد سیکورٹی ایجنسیوں کی شہ پر ولیج ڈیفنس کمیٹیوں (وی ڈی سی) نے مسلم اکثریتی طبقے کا جینا دوبھر کر رکھا ہے۔ عسکریت سے نبٹنے کے نام پر ان علاقوں میں سویلین افراد پر مشتمل فورس بنائی گئی تھی، جو نہ سرکار کے تابع ہے اور نہ کسی کے سامنے جواب دہ اور ان میں صرف ہندو اقلیتی افراد کو بھرتی کیا گیا تھا۔ ان خطوں میں اس فورس کے ذریعے اغوا، تاوان، زیادتیوں کی وارداتیں عام ہیں۔ ظاہر ہے کہ خمیازہ مسلم آبادی کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔

۲۰۰۲ء اور ۲۰۰۵ء کے درمیان وزیراعلیٰ مفتی محمد سعید [م: ۲۰۱۶ء] نے پیرپنچال کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوبارہ وادیِ کشمیر سے جوڑنے کے لیے مغل روڈ کے احیا کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ یہ شاہراہ اب مکمل ہوچکی ہے، جو پونچھ کی بفلیاز تحصیل کو جنوبی کشمیر کے شوپیاں قصبے سے ملاتی ہے۔ اکثر مغل حکمران لاہور سے اسی سڑک کے ذریعے وادیِ کشمیر میں وارد ہوتے تھے۔ مغل شہنشاہ جہانگیر [م: ۱۶۲۷ء] کا انتقال ہی بفلیاز کے پاس کشمیر واپسی پر راستے میں ہوا تھا۔ بغاوت کے ڈر سے انتقال کی خبر کو راز میں رکھنے کی غرض سے ملکہ نور جہاں [م: ۱۶۴۵ء] نے آلایش واعضا نکال کر اسی علاقے میں دفن کر دیے تھے اور بقیہ نعش اسی تزک واحتشام کے ساتھ لاہور کی طرف عازم تھی، گویا کہ بادشاہ خود قافلے کی قیادت کر رہے ہوں۔ ۱۹۷۵ء میں شیخ محمد عبداللہ [م: ۱۹۸۲ء] نے اقتدار میں آتے ہی اس سڑک کو کھولنے کی بھرپور سعی کی، مگر کچھ رقوم کی عدم دستیابی اور کچھ بھارت کے وزارتِ دفاع کے اعتراضات نے اس کو التوا میں ڈال دیا۔ یہی حال کچھ کرگل اور وادیِ کشمیر کے گاندربل اضلاع کا ہے۔ زوجیلا پاس کے نیچے سے یہاں بھی ایک سرنگ کئی عشروں سے تعمیر اور تکمیل کا انتظار کر رہی ہے۔

ان علاقوں میں مسلم آبادی کو احساسِ محرومی کا مزید شکار کرنے کے لیے اب تاریخ بھی مسخ کی جارہی ہے، تاکہ یہ باور کرایا جائے کہ ''جموں کے نجات دہندہ، ڈوگرہ حکمران ہی تھے''۔ اکھنور میں جیاپوتا کے مقام پر توکئی برسوں سے راجا گلاب سنگھ [م: ۱۸۵۷ء] کا جنم دن منایا جاتا ہے۔ ان کا ایک مجسمہ بھی نصب کیا گیا ہے۔ شعوری طور پر کوشش کی جارہی ہے کہ راجا گلاب سنگھ اور ان کے جانشینوں کو 'تاریخ کے ہیرو' بنا کر پیش کیا جائے۔ یہ بھی کوشش رہی ہے کہ راجا گلاب سنگھ اور راجا ہری سنگھ [م: ۱۹۶۱ء] کے یومِ پیدایش پر سرکاری چھٹی منظور کرائی جائے۔ اس سلسلے میں جموں شہر میں حال ہی میں ہتھیاروں سے لیس ہندو انتہا پسندوں نے سڑکوں پر مارچ کیا۔ جاگیردارانہ لوٹ کھسوٹ کرنے والے مہاراجوں، جبر وتشدد کرنے والے مطلق العنان راجواڑوں اور عوامی مفادات بیچ کر اقتدار حاصل کرنے والے حاکموں کو تاریخ ساز ہیرو قرار دینا تاریخ کے ساتھ سب سے بڑا اور گھناؤنا ظلم ہے۔

ان ظالموں نے اس ریاست میں راج کن وسائل اور ذرائع سے حاصل کیا، وہ تاریخ میں درج ہے۔ راجا گلاب سنگھ نے پہلے جموں کے عوام، پھر لاہور کے سکھ دربار سے بے وفائی کر کے جبر وتشدد کے ذریعے جموں وکشمیر کی ریاست میں اقتدار حاصل کیا تھا۔ پھر ان کے لواحقین اور جانشین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بدترین انداز سے جاگیردارانہ لوٹ کھسوٹ کرتے رہے۔ ایسے ڈاکو راج کو بھلا جموں کا ہیرو کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

جب مہاراجا رنجیت سنگھ [م:۱۸۳۹ء] نے پیش قدمی کرکے جموں کو فتح کرنے کی کوشش کی تو جموں میں اس کی زبردست مزاحمت ہوئی۔ جموں میں لاہور دربار کے خلاف زبردست گوریلا لڑائی لڑی گئی، جس کی قیادت میاں ڈیڈو اور دیگر ڈوگرہ جنگ جُو کر رہے تھے۔ راجا گلاب سنگھ کے والد اور خود گلاب سنگھ نے ڈوگرہ سرفروشوں کو پیٹھ دکھا کر، مہاراجا رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازمت اختیار کرکے ڈوگرہ مدافعتی جنگ سے دامن بچایا اور مہاراجا رنجیت سنگھ کا ایجنٹ بن کر میاں ڈیڈو اور دوسرے کئی ڈوگرہ جنگجوؤں کو قتل کیا۔ ڈوگرہ مدافعت کو کچلنے، مہاراجا رنجیت سنگھ کی سلطنت کو جموں میں وسعت دینے اور ڈوگرہ سرفروشوں کو قتل کرنے کے عوض راجا گلاب سنگھ کو جموں کی باج گزار ریاست عطا ہوئی۔ لاہور دربار کو خوش کرنے کے لیے میاں ڈیڈو کے علاوہ جسروٹہ، بلاور، بسوہلی، بھمبر، ٹکری، کرمچی، کشتواڑ، بھدرواہ، سراج، کوٹلی، راجوری، پونچھ، میرپور اور دوسرے علاقوں کے راجگان کے سر قلم کرکے ان کے پسماندگان کو ملک بدر کیا گیا۔ کھالوں میں بھوسہ بھر کر درختوں کے ساتھ لٹکایا گیا اور وحشت اور سفاکیت کا دور جاری کیا گیا۔

لیکن راجا رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد جب سکھ سلطنت کا زوال شروع ہوا اور انگریزوں نے پنجاب پر چڑھائی کی تو جموں کا یہ راجا، لاہور کے دربار سے غداری کرکے انگریزوں سے مل گیا۔ اس خدمتِ خاص کے عوض ۷۵ لاکھ روپے نانک شاہی کی رقم جو انگریزوں نے ان پر تاوانِ جنگ ڈالا تھا، اس کی ادایگی کرکے 'بیع نامہ امرتسر' کے ذریعے کشمیر کا یہ صوبہ راجا گلاب سنگھ نے حاصل کیا۔ ۱۸۴۶ء سے ۱۹۴۷ء تک جموں کے ان نام نہاد 'ہیروز' کے اس خانوادے نے جموں وکشمیر کے عوام کے ساتھ جو سلوک کیا وہ تاریخ میں رقم ہے۔ ظلم کی اس سیاہ رات میں اصل خونیں بارش یہاں کے مسلمانوں پر برسی۔

© rasailojaraid.com